15424

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کیا فرماتے ہیں علماء کرام اور مفتیان دین متین درج ذیل مسئلہ کے بارے میں

اسٹیٹ بینک آف پاکستان نے کچھ دنوں پہلے بینکوں کے مابین چیک کے ذریعے کی جانے والی ادائیگیوں پر ہدایات جاری کی ہیں۔ ان ہدایات میں بینکوں کو اس بات کا پابند بنایا گیا ہے اگر کسی کھاتہ دار Depositor نے بینک میں چیک جمع کرایا اور بینک کے ملازم کی غلطی سے یا کسی ٹیکنیکل خرابی کی وجہ سے یا جس بینک کا چیک تھا اس بینک کی غلطی کی وجہ سے یہ چیک وقت پر Clear نہیں ہو سکا اور Depositor کھاتہ دار کو پیسے دیر سے موصول ہوئے۔ اس تاخیر کی صورت میں یومیہ K+3 کائبور پلس تین کے مطابق کھاتہ دار Depositor کو اضافی رقم یا مالی جرمانہ ادا کرنا ہوگا۔ یہ اضافی رقم یومیہ بنیاد پر بڑھتی رہے گی۔ یہ ہدایات تمام بینکوں پر لازم کی گئی ہیں۔ (اسٹیٹ بینک کی ہدایات منسلک ہیں)

چیک کے بروقت Clear نہ ہونے کی کچھ صورتیں ہو سکتی ہیں۔

پہلی قسم میں وہ صورتیں شامل ہیں جن میں چیک وصول کرنے والے بینک کی غلطی ہے۔ مثلاً مینیجر دراز میں چیک رکھ کر بھول گیا، یا چیک پر مہر لگانا بھول گیا، یا ایسی کوئی اور غلطی جس کی وجہ سے تاخیر ہوئی اور کھاتہ دار کو ادائیگی بروقت نہیں ہو سکی۔

دوسری قسم میں وہ تمام صورتیں شامل ہیں جن میں Paying Bank جس بینک کا چیک ہے اس کی غلطی ہو یا NIFT (ایک مستقل ادارہ ہے جہاں تمام چیک کلیئرنگ کیلئے جمع ہوتے ہیں) اس کی غلطی ہو۔

تیسری قسم میں وہ تمام صورتیں شامل ہیں جس میں کسٹمر کی غلطی شامل ہے مثلاً دستخط صحیح نہیں ہے، یا چیک کی تاریخ چھ ماہ سے پرانی ہے مگر کسٹمر کے اصرار پر وصول کیا گیا، یا اکاونٹ میں مطلوبہ رقم نہیں ہے۔ وغیرہ

درج بالا پہلی دو صورتوں میں چیک وصول کرنے والے بینک پر یہ لازم ہے کہ K+3 کے مطابق اضافی رقم ادا کرے اور اگر Paying Bank کی غلطی ہو تو اس بینک سے وصول کر کے کسٹمر کو ادا کرے۔

سوال یہ ہے کہ اس اضافی رقم کی شرعی حیثیت کیا ہے؟ آیا یہ سود ہے یا مالی جرمانہ ہے؟ نیز یہ بھی واضح فرمادیں کہ اگر یہ طریقہ درست نہیں ہے اور (SBP) اسے لاگو کرنا چاہے تو اس کا جائز متبادل کیا ہو سکتا ہے؟ جزاکم اللہ خیر االحسن الجزاء

المستفتی

سید حسن فراز

A-112, Block13-0/1

گلشن اقبال کراچی

0333-2386982

(سوال کے ساتھ مختلف تفصیلی صورتیں منسلک ہیں۔۔)

دار الافتاء
فتوی نمبر ۲۹/۲۰۲۸

جواب منسلک ہے۔۔

Scanned by CamScanner

In the below mentioned cases, the fault / error lies on the customer side therefore, there will be no penalty payable by the presenting bank

		Presenting Bank			
			Islamic Bank		Conventional Bank
S. No.	Reason Codes	Responsibility	Savings	Current	Savings/Current
2.7	Stale Instrument	Customer	No Penalty	No Penalty	No Penalty
2.9	Post-Dated Instrument				
6.1	Alteration on payment instrument requires drawer's signature				
6.3	Signature is missing				
7.1	Incomplete				

3- Error/fault from Presenting Bank side

		Presenting Bank			
			Islamic Bank		Conventional Bank
S. No.	Reason Codes	Responsibility	Savings	Current	Savings/Current
4.1	Bank's Special Crossing required	Yes	Non Performance Penalty	Non Performance Penalty	Non Performance Penalty
4.2	Clearing stamp required				
4.3	Stamp date is invalid				
7.3	Collecting Bank's endorsement/discharge unsigned/irregular/illegible				
	Payment instrument lost by collecting bank				

4- Error/fault from Presenting Bank side – Riba

In the below mentioned case, the fault / error lies on the presenting bank side,

		Presenting Bank			
			Islamic Bank		Conventional Bank
S. No.	Reason Codes	Responsibility	Savings	Current	Savings/Current
	Clearing received not credited	Yes	Riba	Riba	Riba

5- Error/fault from Payee Bank side – Non Performance Penalty

In the below mentioned cases, the fault / error lies on the payee bank side,

		Payee Bank			
			Islamic Bank		Conventional Bank
S. No.	Reason Codes	Responsibility	Savings	Current	Savings/Current
	Insufficient funds wrongly marked	Yes	Non Performance Penalty		

Scanned by CamScanner

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب حامدا و مصليا

سوال میں ذکر کردہ صورتوں میں ایک صورت ربوا یا شبہۂ ربا کی ہے وہ یہ کہ جس میں رقم وصول کرنے والے بینک(Presenting bank) کے اکاؤنٹ میں رقم ڈال دی گئی ہو، لیکن وصول کرنے والے بینک نے اکاؤنٹ ہولڈر کے اکاؤنٹ میں رقم نہ ڈالی ہو، تو مذکورہ(Presenting bank) بینک کسٹمر کو جتنی زائد رقم ادا کرے گا وہ سود ہوگی؛ کیوں کہ جب وصول کرنے والے بینک(Presenting bank) کے اکاؤنٹ میں رقم ڈال دی جاتی ہے تو کسٹمر کی بینک کے ساتھ شرکۃ الملک قائم ہو جاتی ہے، نیز کسٹمر کی طرف سے مطالبہ ہوتا ہے اور قانوناً بھی بینک پر لازم ہوتا ہے کہ کسٹمر کے اکاؤنٹ میں وہ رقم فوری طور پر ڈال دے، جس پر تاخیر کرنے کی صورت میں بینک کی طرف سے صورۃً امتناع پائے جانے کی وجہ سے وہ رقم بینک کے ذمہ قرض ہو جاتی ہے، اس لیے اس پر حاصل ہونے والی زائد رقم جائز نہیں۔(للربوا او لشبهة الربوا)۔

البتہ سوال میں ذکر کردہ بقیہ صورتوں میں رقم وصول کرنے والا بینک(Presenting bank) یا رقم ادا کرنے والا(یعنی Paying Bank) کسٹمر کو جو زائد رقم ادا کر رہا ہے وہ رقم مالی جرمانہ ہے، اور مالی جرمانہ اگرچہ ایک مجتہد فیہ مسئلہ ہے لیکن یہ مجتہد فیہ اس وقت ہے جبکہ حکومت مالی جرمانہ وصول کرے، اور چونکہ مذکورہ صورتوں میں چیک وصول کرنے والے بینک(Presenting Bank)، یا رقم ادا کرنے والے (یعنی Paying Bank) سے حکومت جرمانہ خود وصول نہیں کر رہی بلکہ یہ جرمانہ کسٹمر کو ادا کیا جا رہا ہے اس لیے یہ جرمانہ لگانا جائز نہیں ہے، لہٰذا مذکورہ صورتوں میں اسٹیٹ بینک آف پاکستان کے لئے بینک وغیرہ پر یہ لازم کرنا کہ وہ کسٹمر کو جرمانہ ادا کریں جائز نہیں۔

تاہم اسلامک بینک چونکہ شریعت کے اصولوں کی پابندی کرتے ہیں اسلئے ان کو حرام سے بچانا ضروری ہے، لہٰذا مالی جرمانہ کے متبادل کے طور پر التزام تصدق کی صورت اختیار کی جاسکتی ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ جب اسٹیٹ بینک آف پاکستان(State Bank of Pakistan) کسی بینک کا اپنے ساتھ الحاق کرے تو اس وقت وہ بینک خود التزام کرے کہ اگر ادارہ یا اس کا کوئی افسر مذکورہ کوتاہی کا مرتکب ہو تو وہ اتنی رقم صدقہ کرے گا، اور اس کیلئے ادارہ کے اندر ایک الگ شعبہ قائم کر دیا جائے، جو اس بات کا تعین کرے کہ اس صدقہ کی رقم کو کن وجوہِ بر میں خرچ کیا جائے، لیکن شرط یہ ہے کہ معاہدہ میں لکھا ہوا ہو کہ "ادارہ اس کا التزام کرتا ہے" یوں نہ ہو کہ بینک جرمانہ ادا کرتا ہے۔

الموسوعة الفقهية الكويتية (۴۵/ ۸۹)

يجب على الوكيل أن يرد ما في يده لموكله من مال وغيره، فإن امتنع عن الرد مع مطالبة الموكل له به بدون عذر في التأخير حتى هلك المال أو تلف كان ضـــامنا، وكذا إذا امتنع عن الرد بعذر ولكن زال العذر، فأخر الرد حتى تلف

دار الافتاء

(جاری ہے۔۔۔)

Scanned by CamScanner

المال أو هلك كان ضامنا أيضا، لأن ما في يد الوكيل للموكل أمانة، والوكيل أمين، وهو ملزم برد الأمانة إلى صاحبها (١) . لقوله تعالى : { إن الله يأمركم أن تؤدوا الأمانات إلى أهلها وإذا حكمتم بين الناس أن تحكموا بالعدل إن الله نعما يعظكم به إن الله كان سميعا بصيرا (٢) } .

تبيين الحقائق وحاشية الشلبي – (٣ / ٢٠٨)

وعن أبي يوسف أن التعزير بأخذ الأموال جائز للإمام) وعندهما والشافعي ومالك وأحمد لا يجوز بأخذ المال . ا هـ . كاكي وفتح وما في الخلاصة سمعت من ثقة أن التعزير بأخذ المال إن رأى القاضي ذلك أو الوالي جاز من جملة ذلك رجل لا يحضر الجماعة يجوز تعزيره بأخذ المال مبني على اختيار من قال بذلك من المشايخ لقول أبي يوسف

البحر الرائق، دارالكتاب الاسلامي – (٥ / ٤٤)

وأفاد في البزازية أن معنى التعزير بأخذ المال على القول به إمساك شيء من ماله عنه مدة لينزجر ثم يعيده الحاكم إليه لا أن يأخذه الحاكم لنفسه أو لبيت المال كما يتوهمه الظلمة إذ لا يجوز لأحد من المسلمين أخذ مال أحد بغير سبب شرعي وفي المجتبى لم يذكر كيفية الأخذ وأرى أن يأخذها فيمسكها فإن أيس من توبته يصرفها إلى ما يرى وفي شرح الآثار التعزير بالمال كان في ابتداء الإسلام ثم نسخ. اهـ. والحاصل أن المذهب عدم التعزير بأخذ المال

معالم السنن لأبي سليمان الخطابي – (٢ / ٤٢)

وقال الشافعي لا يحرق رحله ولا يعاقب الرجل في ماله إنما يعاقب في بدنه جعل الله الحدود على الأبدان لا على الأموال ، وإلى هذا ذهب مالك ولا أراه إلاّ قول أصحاب الرأي ،

حاشية الدسوقي – (٤ / ٣٥٥)

ولا يجوز التعزير بأخذ المال إجماعا وما روي عن الإمام أبي يوسف صاحب أبي حنيفة من أنه جوز للسلطان التعزير بأخذ المال فمعناه كما قال البزازي من أئمة الحنفية أن يمسك المال عنده مدة لينزجر ((لينزجر)) ثم يعيده إليه لا أنه يأخذه لنفسه أو لبيت المال كما يتوهمه الظلمة إذ لا يجوز أخذ مال مسلم بغير سبب شرعي أي كشراء أو هبة

بحوث في قضايا فقهية معاصرة– القاضي محمد تقي العثماني – (١ / ٣٨)

وأما إذا التزم أنه إن لم يوفه حقه في وقت كذا، فعليه كذا وكذا لفلان، أو صدقة للمساكين، فهذا هو محل الخلاف المعقود له هذا الباب، فالمشهور أنه لا يقضى به كما تقدم، وقال ابن دينار: يقضي به) (١) . وقال قبل ذلك:

(جاری ہے۔۔۔)

Scanned by CamScanner

(وحكاية الباجي الاتفاق على عدم اللزوم فيما إذا كان على وجه اليمين غير مسلمة لوجود الخلاف في ذلك كما تقدم، وكما سيأتي). وإن الحطاب رحمه الله وإن رجح عدم اللزوم، ولكنه قال في آخر الباب: (إذا قلنا إن الالتزام المعلق على فعل الملتزم الذي على وجه اليمين لا يقضي به على المشهور، فاعلم أن هذا ما لم يحكم بصحة الالتزام المذكور حاكم. وأما إذا حكم حاكم بصحته أو بلزومه، فقد تعين الحكم به، لأن الحاكم إذا حكم بقول لزم العمل به وارتفع الخلاف. هذا على قول بعض المالكية. أما على أصل الحنفية، فإن الوعد غير لازم في القضاء، لكن صرح فقهاء الحنفية بأن (بعض المواعيد قد تجعل لازمة لحاجة الناس)

كتاب المعايير – (١ / ١٦)

يجوز أن ينص في عقود المداينة؛ مثل المرابحة، على إلتزام المدين عند المماطلة بالتصدق بمبلغ أو نسبة بشرط أن يصرف ذلك في وجوه البر بالتنسيق مع هيئة الرقابة الشرعية للمؤسسة.............. والله تعالى أعلم

عبد الحسيب

محمد عبد الحسيب غفرله

دار الافتاء جامعه دار العلوم کراچی

١٦/ ٣/ ١٤٤٠ھ

٢٥/ ١١/ 2018ء

الجواب صحيح

بنده محمد تقي عثماني عفي عنه

١٦-٣-٤٠

الجواب صحيح

الجواب صحيح

بنده ابراهيم عيسى

١٧-٣-١٤٤٠ھ

الجواب صحيح

احقر محمود اشرف غفرالله

١٧-٣-١٤٤٠ھ

الجواب صحيح

محمد يعقوب

٢٠/ ٣/ ١٤٤٠ھ

الجواب صحيح

خليل احمد

١٧-٣-١٤٤٠ھ

الجواب صحيح

١٩/ ٣/ ١٤٤٠ھ

الجواب صحيح

عبد المنان عفي عنه

١٨/ ٣/ ١٤٤٠ھ

الجواب صحيح

١٧/ ٣/ ١٤٤٠ھ